حضرت علیؑ کا پیغام مالک اشتر کے نام

اسلامی علوم ومعارف سے دلچسپی رکھنے والے ہر محقق ودانشمند کو بخوبی معلوم ہے کہ پیغمبرؐ اکرم اور حضرت علی علیہ السلام کے درمیان غیر معمولی باہمی انحصار و اعتماد پایا جاتا تھا کیونکہ دونوں ایک نور کے دوٹکڑے تھے۔ خداوند عالم نے ان میں سے ایک کو شہرِ علم اور دوسرے کو باب العلم کے نام سے یاد فرمایا۔ پس ان کے مکتوبات ،فرامین اور کلمات قصار پر مشتمل مجموعہ کلام ''نہج البلاغہ کو عدیم المثال علمی وادبی شاہکار کہنا مبالغہ نہ ہوگا۔ مولای متقیان کے مختلف فرامین میں سے حضرت مالک اشترنخعی کے نام ان کا مفصل فرمان پیش کیا جارہا ہے۔

واضح رہے کہ مالک اشتر مولای کائنات کے مخلصین میں ایک ایسی شخصیت کا نام ہے جن کو دونوں طرح کے اوصاف وکمالات حاصل تھے۔ ایک طرف تو وہ علم وفضل اور تقویٰ وپرہیزگاری میں عدیم المثال تھے اور دوسری طرف شجاعت وہمت میں بھی وہ یگانہ روزگار اور شجاع ترین عرب کا درجہ رکھتے تھے۔ حاکم مصر کی حیثیت سے محمد بن ابی بکر کے بدلے مالک اشتر کا تقرر اس امر کی علامت ہے کہ وہ محمد بن ابی بکر سے زیادہ محاسن وکمالات کے مالک تھے اور جن حالات کی اصلاح محمد بن ابی بکر کے بس میں نہ تھی ان کی اصلاح مالک اشتر کرسکتے تھے۔ ان کے منصب میں چار طرح کے کام شامل تھے۔خراج کا جمع کرنا،دشمن سے جہاد کرنا ، اہل مملکت کے حالات کی اصلاح کرنا اور شہروں کی تعمیر وترقی وزمینوں کی آبادکاری یعنی کھیتی وغیرہ کا مکمل انتظام کرنا۔

عام لوگوں کا خیال ہے کہ تمام مذاہب کا احترام (سیکولوزم) اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت، مفلسوں اور ناداروں اور مزدوروں کے حقوق کی حفاظت ، ذخیرہ اندوزی کے خلاف جہاد، صلاحیت کی بنیاد پر عہدوں کی سپردگی اور عوام کی رائے کو غیر معمولی اہمیت وغیرہ موجودہ زمانہ کی ایجاد ہے لیکن اس فرمان کے مطالعہ کے بعد یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوجائے گی کہ مولای متقیان حضرت علیؑ نے آج سے چودہ سو برس قبل اپنے گورنر کو جو لائحہ عمل ارسال کیا تھا اس میں انہیں باتوں پر خصوصی تاکید فرمائی تھی اور کہا تھا کہ حاکم کو دوسروں پر حکومت سے قبل خود اپنے نفس اور اپنی خواہشات پر مسلط رہنا چاہئے کیونکہ نفس برائیوں کا حکم دینے والا ہے۔ اور رعایا کے ساتھ مہربانی ،محبت اور نرمی حاکم

کا شعار ہونا چاہئے ۔ اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت اور ان کی طرف خصوصی توجہ کا مطالبہ کرتے ہوئے اپنے اسی فرمان میں مولای متقیان حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا تھا: ’’ مخلوق خدا کی دو قسمیں ہیں۔ ان میں سے بعض تمہارے دینی بھائی ہیں اور بعض خلقت میں تمہارے جیسے بشر یعنی انسانی بھائی ہیں۔‘‘

جی ہاں ! اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ فرمان اس اسلامی نظام حکومت کا نچوڑ ہے جس میں حاکمیت مطلقہ تو خالق کائنات کو حاصل ہے اور قرآن وحدیث وسنت نبویؐ اور سیرت ائمہ اطہار کے سایہ میں تشکیل شدہ اسلامی حکومت کے سربراہوں کو عدل وانصاف ومساوات وبرابری کی بنیاد پر لوگوں کو راہ حق پر گامزن رہنے کی ہدایت کرنی ہے۔ وہ حکومتی نظام جو رحم کروتاکہ تم پر بھی رحم کیا جائے جیسے اصول کو بروی کار رلاتے ہوئے معاشرہ کی اصلاح کا کارنامہ انجام دیتا ہے۔ خدمت خلق کو حاکم کی اہم ذمہ داری سمجھتے ہوئے خوشنودی الٰہی کو مقصد حیات قرار دیتا ہے اور اگر مقصد وذات کے درمیان ٹکراؤ کی صورت پیدا ہوجائے تو ذات کو اپنے پیروں کے نیچے رکھ کر مقصد کی حفاظت کرنا سکھاتا ہے کیونکہ مقصد کی کامیابی ذات کو کامیابی کی معراج عطا کردیا کرتی ہے۔ بہر حال فرمان کی ہمہ جہتی افادیت کو نگاہ میں رکھتے ہوئے اسے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے ۔(ادارہ)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

یہ وہ فرمان ہے جو بندۂ خدا، امیر المومنین علیؑ نے مالک بن حارث اشترنخعی کے نام لکھا ہے جب انہیں خراج جمع کرنے، دشمن سے جہاد کرنے۔ حالات کی اصلاح کرنے اور شہروں کی تعمیر وترقی اور آبادکاری کے لئے مصر کا حاکم (گورنر) بنا کر روانہ کیا تھا۔

سب سے پہلا امر یہ ہے کہ اللہ سے ڈرو، اس کی اطاعت کو اختیار کرو اور جن فرائض وسنن کا اپنی کتاب میں حکم دیا ہے ان کا اتباع کرو کیونکہ کوئی شخص ان کے اتباع کے بغیر نیک بخت نہیں ہوسکتا ہے اور کوئی شخص ان کے انکار اور بربادی کے بغیر بدبخت نہیں قرار دیا جاسکتا۔ اپنے دل، ہاتھ اور زبان سے دین خدا کی مدد کرتے رہنا کیونکہ خدائے عزاسمہ نے یہ ذمہ داری لی ہے کہ اپنے مددگاروں کی مدد کرے گا اور اپنے دین کی حمایت کرنے والوں کو عزت وشرف عنایت کرے گا۔

دوسرا حکم یہ ہے کہ اپنے نفس کی خواہشات کو کچل دو اور اسے منھ زوریوں سے رو کے رہو کیونکہ نفس برائیوں کا حکم دینے والا ہے تاوقتیکہ پروردگار کا رحم شامل نہ ہوجائے۔ اس کے بعد اے مالک ! یہ یادرکھنا کہ میں نے تم کو ایسے علاقہ کی طرف بھیجا ہے جہاں عدل وظلم پر مبنی مختلف حکومتیں گذر چکی

ہیں۔ لوگ تمہارے معاملات کو اسی نظر سے دیکھ رہے ہیں جس نظر سے تم ان کے اعمال کو دیکھ رہے تھے۔ پس ایسا نہ ہو کہ لوگ تمہارے بارے میں وہی کہیں جو تم دوسروں کے بارے میں کہہ رہے تھے۔ نیک کردار بندوں کی شناخت اس ذکر خیر سے ہوتی ہے جو ان کے لئے لوگوں کی زبان پر جاری ہوتا ہے لہٰذا تمہارا محبوب ترین ذخیرہ عمل صالح ہونا چاہئے۔ خواہشات کو روک کر رکھو اور جو چیز حلال نہ ہو اس کے بارے میں نفس کو صرف کرنے سے بخل کرو کیونکہ یہی بخل اس کے حق میں انصاف ہے چاہے اسے اچھا لگے یا برا۔ رعایا کے ساتھ مہربانی اور محبت ورحمت کو اپنے دل کا شعار بنالو اور خبردار ان کے حق میں پھاڑ کھانے والے درندہ کے مثل نہ ہوجانا کہ انہیں کھاجانے ہی کو غنیمت سمجھنے لگو۔ دیکھو! مخلوقات خدا کی دو قسمیں ہیں۔ بعض تمہارے دینی بھائی ہیں اور بعض خلقت میں تمہارے جیسے بشر ہیں جن سے لغزشیں بھی ہوجاتی ہیں اور انہیں خطاؤں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ اور جان بوجھ کر یا دھو کے سے اُن سے غلطیاں بھی ہوجاتی ہیں۔ لہٰذا انہیں ویسے ہی معاف کردینا جس طرح تم چاہتے ہو کہ پروردگار تمہاری غلطیوں سے در گذر کرے کیوں کہ تم ان سے بالاتر ہو اور تمہارا ولی امر تم سے بالا تر ہے اور پروردگار تمہارے ولی سے بھی بالاتر ہے اور اس نے تم سے ان کے معاملات کی انجام دہی کا مطالبہ کیا ہے اور اسے تمہارے لئے ذریعہ آزمائش بنادیا ہے۔ خبردار! اپنے نفس کو اللہ کے مقابلہ پر نہ اتار دینا کیونکہ تمہارے پاس اس کے عذاب سے بچنے کی طاقت نہیں ہے اور تم اس کے عفو اور رحم سے بے نیاز بھی نہیں ہو۔ خبردار! کسی کو معاف کردینے پر نادم نہ ہونا اور کسی کو سزادے کر اکڑ نہ جانا۔ غیظ وغضب کے اظہار میں جلدی نہ کرنا اور اگر اس کے ٹال دینے کی گنجائش پائی جاتی ہو تو ٹال دینا۔ اور خبردار یہ نہ کہنا کہ مجھے حاکم بنایا گیا ہے لہٰذا میری شان یہ ہے کہ میں حکم دوں اور میری اطاعت کی جائے کیونکہ اس خیال کی وجہ سے دل میں فساد داخل ہوجائے گا، دین کمزور پڑ جائے گا اور انسان تغیرات زمانہ سے قریب تر ہوجائے گا۔ اگر کبھی اپنی سلطنت وحکومت کو دیکھ کر تمہارے دل میں عظمت وکبریائی اور غرور پیدا ہونے لگے تو پروردگار کے عظیم ترین ملک پر غور کرنا اور یہ دیکھنا کہ وہ تمہارے اوپر تم سے زیادہ قدرت رکھتا ہے پس اس طرح تمہاری سرکشی دب جائے گی۔ تمہاری طغیانی رک جائے گی اور تمہاری گئی ہوئی عقل واپس آجائے گی۔

دیکھو خبردار! اللہ سے اس کی عظمت میں مقابلہ اور اس کے جبروت سے تشابہ کی کوشش نہ کرنا کیونکہ وہ ہر جبار کو ذلیل کردیتا ہے اور ہر مغرور کو پست بنادیتا ہے۔ اپنی ذات، اپنے اہل وعیال اور

اپنی رعایا میں جن سے تمہیں تعلق خاطر ہے سب کے سلسلہ میں اپنے نفس اور اپنے پروردگار سے انصاف کرنا اگر ایسا نہ کروگے تو ظالم بن جاؤگے اور جو اللہ کے بندوں پر ظلم کرے گا اس کا دشمن بندے نہیں خود پروردگار ہوگا اور جس کا دشمن پروردگار ہوجائے گا اس کی ہر دلیل باطل ہوجائے گی اور وہ پروردگار کا مدمقابل شمار کیا جائے گا۔ جب تک اپنے ظلم سے باز نہ آجائے یا توبہ نہ کرلے۔ اللہ کی نعمتوں کی بربادی اور اس کے عذاب میں عجلت کا کوئی سبب ظلم پر قائم رہنے سے بڑا نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ مظلومین کی فریاد کا سننے والا ہے اور ظالموں کے لئے موقع کا انتظار کررہا ہے۔

تمہارے لیے پسندیدہ کام وہ ہونا چاہئے جو حق کے اعتبار سے بہترین، انصاف کے اعتبار سے سب کو شامل اور رعایا کی مرضی سے اکثریت کے لئے پسندیدہ ہو کیونکہ عام افراد کی ناراضگی خواص کی رضا مندی کو بھی بے اثر بنادیتی ہے اور خاص لوگوں کی ناراضگی عام افراد کی رضا مندی کے ساتھ قابل معافی ہوجاتی ہے۔ رعایا میں خواص سے زیادہ حاکم پر خوشحالی میں بوجھ بننے والا اور بلاؤں میں کم سے کم مدد کرنے والا، انصاف کو ناپسند کرنے والا اور اصرار کے ساتھ مطالبہ کرنے والا، عطا کے مواقع پر کم سے کم شکریہ ادا کرنے والا اور نہ دینے کے موقع پر بمشکل عذر قبول کرنے والا اور زمانہ کے مصائب میں کم سے کم صبر کرنے والا کوئی نہیں ہوتا ہے۔

مسلمانوں کی اجتماعی طاقت ہی دین کا ستون ہے۔ دشمنوں کے مقابلے میں سامان دفاع عوام الناس ہی ہوتے ہیں لہٰذا تمہارا جھکاؤ انہیں کی طرف ہونا چاہئے اور تمہارا رجحان انہیں کی طرف ضروری ہے۔ رعایا میں سب سے زیادہ دور اور تمہارے نزدیک مبغوض اس شخص کو ہونا چاہئے جو زیادہ سے زیادہ لوگوں کے عیوب کا تلاش کرنے والا ہو۔

اس لئے کہ لوگوں میں بہر حال کمزوریاں پائی جاتی ہیں اور ان کی پردہ پوشی کی سب سے بڑی ذمہ داری حاکم پر ہے لہٰذا خبردار جو عیب تمہارے سامنے نہیں ہے اسکا انکشاف نہ کرنا۔ تمہاری ذمہ داری صرف عیوب کی اصلاح کردینا ہے اور غائبات کا فیصلہ کرنے والا پروردگار ہے۔ جہاں تک ممکن ہو لوگوں کے ان تمام عیوب کی پردہ پوشی کرتے رہو بالکل اسی طرح جیسے اپنے عیوب کی پردہ پوشی کی پروردگار سے تمنا کرتے ہو۔ لوگوں کی طرف سے کینہ کی ہر گرہ کو کھول دو اور دشمنی کی ہر رسی کو کاٹ دو اور جو بات تمہارے لئے واضح نہ ہو اس سے انجان بن جاؤ اور ہر چغل خور کی تصدیق میں عجلت سے کام نہ لو کیونکہ چغل خور ہمیشہ خیانت کار ہوتا ہے چاہے وہ مخلصین ہی کے بھیس میں کیوں نہ آئے۔

مشاورت

دیکھو اپنے مشورہ میں کسی بخیل کو شامل نہ کرنا کہ وہ تم کو فضل وکرم کے راستہ سے ہٹادے گا اور فقر وفاقہ کا خوف دلاتا رہے گا اور اسی طرح بزدل سے مشورہ نہ کرنا کیونکہ وہ ہر معاملہ میں کمزور بنا دے گا۔ اور حریص سے بھی مشورہ نہ کرنا کیونکہ وہ ظالمانہ طریقہ سے مال جمع کرنے کو بھی تمہاری نگاہوں میں آراستہ کردے گا۔ یہ بخل، بزدلی اور طمع اگر چہ الگ الگ جذبات وخصائل ہیں لیکن ان سب کا قدر مشترک پروردگار سے سوءظن ہے جس کے بعد ان خصلتوں کا ظہور ہوتا ہے۔

وزارت ومعاونت

دیکھو! تمہارے وزراء میں سب سے زیادہ بدتر وہ ہے جو تم سے پہلے اشرار کا وزیر رہ چکا ہے اور ان کے گناہوں میں شریک رہ چکا ہے۔ لہٰذا خبردار! ایسے افراد کو اپنے خواص میں شامل نہ کرنا کیونکہ یہ ظالموں کے مددگار اور خیانت کاروں کے بھائی ہیں اور تمہیں ان کے بدلے بہترین افراد مل سکتے ہیں جن کے پاس ان لوگوں کے جیسی عقل اور کارکردگی ہو لیکن ان کے جیسے گناہوں کے بوجھ اور خطاؤں کے انبار نہ ہوں۔ نہ انہوں نے کسی ظالم کی اس کے ظلم میں مدد کی ہو اور نہ کسی گناہگار کا اس کے گناہ میں ساتھ دیا ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا بوجھ تمہارے لئے ہلکا ہوگا اور یہ تمہارے بہترین مددگار ہوں گے۔ یہ لوگ تمہاری طرف محبت کا جھکاؤ اور اغیار سے انس والفت بھی نہ رکھتے ہوں گے۔ انہیں لوگوں کو اپنے مخصوص اجتماعات میں اپنا مصاحب قرار دینا اور پھر ان میں بھی سب سے زیادہ حیثیت اسے دینا جو حق کے حرف تلخ کو کہنے کی زیادہ ہمت رکھتا ہو اور تمہارے کسی عمل میں تمہارا ساتھ نہ دے جسے پروردگار اپنے اولیاء کے لئے ناپسند کرتا ہو چاہے وہ تمہاری خواہشات سے کتنی زیادہ میل کیوں نہ کھاتی ہوں۔

مصاحبت

اپنا قریبی رابطہ اہل تقویٰ اور اہل صداقت سے رکھنا اور انہیں بھی اس امر کی تربیت دینا کہ بلا سبب تمہاری تعریف نہ کریں اور کسی ایسے بے بنیاد عمل کا غرور نہ پیدا کرائیں اور جو تم نے انجام نہ دیا ہو کیونکہ زیادہ تعریف سے غرور پیدا ہوتا ہے اور غرور انسان کو سرکشی سے قریب تر بنا دیتا ہے۔

دیکھو خبردار ! نیک کردار اور بد کردار تمہارے نزدیک یکساں نہ ہونے پائیں کیونکہ اس طرح نیک کرداروں میں نیکی سے بددلی پیدا ہوگی اور بدکرداروں میں بدکرداری کا حوصلہ پیدا ہوگا۔ ہر شخص کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرنا جس کے قابل اس نے اپنے کو بنایا ہے اور یادرکھنا کہ حاکم کو رعایا سے حسن ظن کی اسی قدر توقع کرنی چاہئے جس قدر ان کے ساتھ احسان کیا ہے اور ان کے بوجھ کو ہلکا بنایا ہے اور ان کو کسی ایسے کام پر مجبور نہیں کیا ہے جو ان کے امکان میں نہ ہو۔ لہٰذا تمہارا برتاؤ اس سلسلہ میں ایسا ہی ہونا چاہئے جس سے تم رعایا سے زیادہ حسن ظن پیدا کرسکو کیونکہ یہ حسن ظن بہت سی اندرونی زحمتوں کو قطع کردیتا ہے اور تمہارے حسن ظن کا بھی سب سے زیادہ حقدار وہ ہے جس کے ساتھ تم نے بہترین سلوک کیا ہے۔

سب سے زیادہ بدظنی کا حقدار وہ ہے جس کا برتاؤ تمہارے ساتھ خراب رہا ہو۔ دیکھو کسی ایسی نیک سنت کو مت توڑ دینا جس پر اس امت کے بزرگوں نے عمل کیا ہے کیونکہ اسی سنت کے ذریعہ سماج میں الفت قائم ہوتی ہے اور رعایا کے حالات کی اصلاح بھی ہوتی ہے۔ دیکھو کسی ایسی سنت کو رائج نہ کردینا جو گذشتہ سنتوں کے حق میں نقصان دہ ہو کیونکہ اگر تم نے ایسا کیا تو اس کا اجر اس کے لئے ہوگا جس نے سنت کو ایجاد کیا ہے اور گناہ تمہاری گردن پر ہوگا کہ تم نے اسے توڑ دیا ہے۔

ان مسائل کے بارے میں علماء کے ساتھ علمی مباحثہ اور حکماء کے ساتھ سنجیدہ بحث جاری رکھنا جن سے علاقہ کے امور کی اصلاح ہوتی ہے اور وہ امور قائم ہیں جن سے گذشتہ افراد کے حالات کی اصلاح ہوئی ہے۔

عوام کے مختلف طبقات

یادرکھو کہ رعایا کے بہت سے طبقات ہوتے ہین جن میں کسی ایک کی اصلاح دوسرے کے بغیر نہیں ہوسکتی ہے اور کوئی ایک دوسرے سے مستغنی نہیں ہوسکتا ہے۔ انہیں میں اللہ کے لشکر کے سپاہی ہیں اور انہیں میں عام اور خاص امور کے کاتب بھی۔ انہیں میں عدالت سے فیصلہ کرنے والے ہیں اور انہیں میں انصاف اور نرمی قائم کرنے والے افسران وعمال بھی۔ انہیں میں مسلمان اہل خراج اور کافر اہل ذمہ ہیں اور انہیں میں تجارت اور صنعت وحرفت والے افراد ہیں اور پھر انہیں میں فقراء و مساکین کا پست ترین طبقہ بھی شامل ہے اور سب کے لئے پروردگار نے ایک حصہ معین کردیا ہے اور

اپنی کتاب میں فرائض یا اپنے پیغمبرؐ کی سنت میں اس کی حدیں قائم کردی ہیں اور یہ وہ عہد ہے جو ہمارے پاس محفوظ ہے۔

فوجی دستے حکم خدا سے رعایا کے محافظ اور والیوں یعنی حاکموں کی زینت ہیں۔ انہیں سے دین کی عزت ہے اور وہی امن وامان کے وسائل ہیں۔ رعایا کے امور کا قیام ان کے بغیر نہیں ہوسکتا ہے۔ اور یہ دستے بھی قائم نہیں رہ سکتے ہیں جب تک وہ خراج نہ نکال دیا جائے جس کے ذریعہ دشمن سے جہاد کی طاقت فراہم ہوتی ہے اور جس پر حالات کی اصلاح میں اعتماد کیا جاتا ہے اور وہی ان کے حالات درست کرنے کا ذریعہ ہے۔

اس کے بعد ان دونوں صنفوں کا قیام قاضیوں، عاملوں اور کاتبوں کے طبقہ کے بغیر نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ یہ سب عہد و پیمان کو مستحکم بناتے ہیں۔ منافع کو جمع کرتے ہیں اور معمولی اور غیر معمولی معاملات میں ان پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ ان کے بعد ان سب کا قیام تجار اور صنعت کاروں کے بغیر ممکن نہیں ہے کیونہ وہ وسائل حیات کو فراہم کرتے ہیں۔ بازاروں کو قائم رکھتے ہیں اور لوگوں کی ضرورت کا سامان ان کی زحمت کے بغیر فراہم کر دیتے ہیں۔

اس کے بعد فقراء ومساکین کا پست طبقہ ہے جو اعانت وامداد کا حقدار ہے اور اللہ کے یہاں ہر ایک کے لئے سامانِ حیات مقرر ہے اور ہر ایک کا والی پر اتنی مقدار میں حق ہے جس سے اس کے امر کی اصلاح ہوسکے اور والی اس فریضہ سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا جب تک ان مسائل کے حل کا اہتمام نہ کرے اور اللہ سے مدد طلب نہ کرے اور اپنے نفس کو حقوق کی ادائیگی اور اس راہ کے خفیف وثقیل پر صبر کرنے کے لئے آمادہ نہ کرے لہٰذا لشکر کا سردار اسے قرار دینا جو اللہ، رسولؐ اور امامؑ کا سب سے زیادہ مخلص، سب سے زیادہ پاکدامن اور سب سے زیادہ برداشت کرنے والا ہو۔ غصہ کے موقع پر جلد بازی نہ کرتا ہو۔ عذر کو قبول کر لیتا ہو۔ کمزوروں پر مہربانی کرتا ہو۔ طاقتور افراد کے سامنے اکڑ جاتا ہو۔ بدخوئی اسے جوش میں نہ لے آئے اور کمزوری اسے بٹھا نہ دے۔

معاملات عامہ

پھر اس کے بعد اپنا رابطہ بلند خاندان، نیک گھرانے، عمدہ روایات والے اور صاحبان ہمت و شجاعت وسخاوت کرم سے مضبوط رکھو کیونکہ یہ لوگ کرم کا سرمایہ اور نیکیوں کا سرچشمہ ہیں۔ ان کے

حالت کی اسی طرح دیکھ بھال رکھنا جس طرح ماں باپ اپنی اولاد کے حالات پر نظر رکھتے ہیں دیکھو ان کے ساتھ وہی سلوک کرنا جو انہیں اخلاص کی دعوت دے اور ان میں حسن ظن پیدا کرے اور خبردار بڑے بڑے کاموں پر اعتبار کر کے چھوٹی چھوٹی ضروریات کی نگرانی کو نظر انداز نہ کر دینا کیونکہ معمولی مہربانی کا بھی ایک اثر ہے جس سے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے اور بڑے کرم کا بھی ایک مقام ہے جس سے لوگ مستثنیٰ نہیں ہو سکتے ہیں۔

دفاع

اور دیکھو تمام سرداران لشکر میں تمہارے نزدیک سب سے زیادہ افضل اسے ہونا چاہئے جو فوجیوں کی امداد میں ہاتھ بٹاتا ہو اوراپنے اضافی مال سے ان پر اس قدر کرم کرتا ہو کہ ان کے پسماندگان اور متعلقین کے لئے بھی کافی ہوجائے تا کہ سب کا ایک ہی مقصد رہ جائے اور وہ ہے دشمن سے جہاد۔ اس لئے کہ ان سے تمہاری مہربانی ان کے دلوں کو تمہاری طرف موڑ دے گی۔ اور والیوں کے حق میں بہترین خنکی چشم کا سامان یہ ہے کہ ملک بھر میں عدل وانصاف قائم ہوجائے اور رعایا میں محبت والفت ظاہر ہوجائے اور یہ کام اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک سینے سلامت نہ ہوں اور ان کی خیر خواہی مکمل نہیں ہوسکتی ہے۔ جب تک اپنے حاکموں کے گرد گھیرا ڈال کر ان کی حفاظت نہ کریں اور پھر ان کے اقتدار کو سر کا بوجھ نہ سمجھیں اور ان کی حکومت کے خاتمہ کا انتظار نہ کریں لہٰذا ان کی امیدوں میں وسعت دینا اور برابر کارناموں کی تعریف کرتے رہنا بلکہ عظیم لوگوں کے کارناموں کو شمار کرتے رہنا کہ ایسے تذکروں کی کثرت بہادروں کو جوش دلاتی ہے اور پیچھے ہٹ جانے والوں کو ابھار دیا کرتی ہے۔ انشاء اللہ اس کے بعد ہر شخص کے کارنامہ کو پہچانتے رہنا اور کسی کے کارنامہ کو دوسرے کے نامۂ اعمال میں نہ درج کر دینا اور ان کا مکمل بدلہ دینے میں کوتاہی نہ کرنا اور کسی شخص کی سماجی حیثیت تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ تم اس کے معمولی کام کو بڑا کام قرار دیدو یا کسی چھوٹے آدمی کے بڑے کارنامہ کو معمولی بنادو۔

جو امور مشکل دکھائی دیں اور تمہارے لئے مشتبہ ہوجائیں انہیں اللہ اور رسولؐ کی طرف پلٹا دو کیونکہ پروردگار نے جس قوم کو ہدایت دینا چاہی ہے اس سے فرمایا ہے کہ ’’ایمان والو! اللہ، رسولؐ اور صاحبان امر کی اطاعت کرو۔ اس کے بعد کسی شے میں تمہارا اختلاف ہوجائے تو اسے اللہ اور

رسول کی طرف پلٹادو۔'' تو اللہ کی طرف پلٹا نے کا مطلب اس کی کتاب محکم کی طرف پلٹا نا ہے اور رسولؐ کی طرف پلٹا نے کا مقصد اس سنت کی طرف پلٹانا ہے جو امت کو جمع کرنے والی ہو، تفرقہ ڈالنے والی نہ ہو۔

قضاوت وعدالت

اس کے بعد لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے ان افراد کا انتخاب کرنا جو رعایا میں تمارے نزدیک سب سے زیادہ بہتر ہوں۔ اس اعتبار سے کہ نہ معاملات میں تنگی کا شکار ہوتے ہوں اور نہ جھگڑا کرنے والوں پر غصہ کرتے ہوں۔ نہ غلطی پر اڑ جاتے ہوں اور نہ حق کے واضح ہوجانے کے بعد اس کی طرف پلٹ کر آنے میں تکلف کرتے ہوں۔ نہ ان کا نفس لالچ کی طرف جھکتا ہو اور نہ معاملات کی تحقیق میں ادنیٰ فہم پر اکتفا کرکے مکمل تحقیق نہ کرتے ہوں۔ وہ شبہات میں توقف کرنے والے اور دلیلوں کو سب سے زیادہ اختیار کرنے والے ہوں۔ فریقین کی بحثوں سے اکتا نہ جاتے ہوں۔ اور نہ کسی کی تعریف سے مغرور ہوتے ہوں اور نہ کسی کے ابھارنے پر اونچے ہوجاتے ہوں۔ ایسے افراد یقیناً کم ہیں لیکن ہیں۔

اس کے بعد تم خود بھی ان کے فیصلوں کی نگرانی کرتے رہنا اور ان کے عطایا یعنی تنخواہ اور دیگر مفادات میں اتنی وسعت پیدا کردینا کہ ان کی ضرورت پوری ہوجائے اور وہ لوگوں کے محتاج نہ رہ جائیں انہیں اپنے پاس ایسا مرتبہ اور مقام عطا کرنا جس کی تمہارے خواص بھی طمع نہ کرتے ہوں کیونکہ اس طرح وہ لوگوں کو ضرر پہنچانے سے محفوظ ہوجائیں گے مگر اس معاملہ پر بھی گہری نگاہ رکھنا کیونکہ یہ دین بہت دنوں اشرار کے ہاتھوں میں قیدی رہ چکا ہے جہاں خواہشات کی بنیاد پر کام ہوتا تھا اور مقصد صرف دنیا طلبی تھا۔

عمّال

اس کے بعد اپنے عاملوں کے معاملات پر بھی نگاہ رکھنا اور انہیں امتحان کے بعد کام سپرد کرنا اور خبردار تعلقات یا جانبداری کی بنا پر عہدہ نہ دے دینا کیونکہ یہ باتیں ظلم اور خیانت کے اثرات میں شامل ہیں۔ اور دیکھو ان میں جو بھی مخلص اور غیرتمند ہوں اور ان کو تلاش کرنا۔ جو اچھے گھرانے کے افراد ہوں اور وہ اسلام میں پہلے خدمات کر چکے ہوں۔ کیونکہ ایسے لوگ جوشیلے اخلاق، بے داغ اور

عزت والے ہوتے ہیں۔ ان کے اندر فضول خرچی کی لالچ کم ہوتی ہے اور یہ انجام کار پر زیادہ نظر رکھتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے بھی تمام اخراجات کا انتظام کر دینا کیونکہ اس سے انہیں اپنے نفس کی اصلاح کا بھی موقع ملتا ہے اور وہ دوسروں کے اموال پر قبضہ کرنے سے بھی بے نیاز ہوجاتے ہیں اور پھر تمہارے امر کی مخالفت کریں یا امانت میں رخنہ پیدا کریں تو ان پر حجت بھی تمام ہوجاتی ہے۔

اس کے بعد ان عمّال کے اعمال کی بھی تفتیش کرتے رہنا اور نہایت معتبر قسم کے اہل صدق وصفا کو ان پر جاسوسی کے لئے مقرر کر دینا کیونکہ یہ طرز عمل انہیں امانتداری کے استعمال پر اور رعایا کے ساتھ نرمی کے برتاؤ پر آمادہ کرے گا۔ اور دیکھو اپنے مددگاروں سے بھی اپنے کو بچا کر رکھنا کیونکہ اگر ان میں کوئی ایک بھی خیانت کی طرف ہاتھ بڑھائے اور تمہارے جاسوس متفقہ طور پر یہ خبر دیں تو اس شہادت کو کافی سمجھ لینا اور اسے جسمانی اعتبار سے بھی سزا دینا اور جو مال حاصل کیا ہے اسے چھین بھی لینا اور سماج میں ذلت کے مقام پر رکھ کر خیانت کاری کے مجرم کی حیثیت سے روشناس کرانا اور ننگ و رسوائی کا طوق اس کے گلے میں ڈال دینا۔

خراج

خراج اور مال گذاری کے بارے میں وہ طریقہ اختیار کرنا جو مالگذاروں کے حق میں زیادہ مناسب ہو کیونکہ اہل خراج کی ترقی وخوشحالی ہی میں سارے معاشرہ کی صلاح ہے اور کسی کے حالات کی اصلاح خراج کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی ہے۔ لوگ سب کے سب اسی خراج کے بھروسے زندگی گذارتے ہیں۔ خراج میں تمہاری نظر مال جمع کرنے سے زیادہ زمین کی آبادکاری پر ہونی چاہئے کیونکہ مال کی جمع آوری زمین کی آبادکاری کے بغیر ممکن نہیں ہے اور جس نے آبادکاری کے بغیر مال گزاری کا مطالبہ کیا اس نے شہروں کو برباد اور بندوں کو تباہ کر دیا، اس کی حکومت چند دنوں سے زیادہ قائم نہیں رہ سکتی ہے۔ اس کے بعد اگر لوگ گرانباری، آفت ناگہانی، نہروں کی خشکی، بارش کی کمی، زمین کی غرقابی تباہی اور خشکی کی بنا پر بربادی کی کوئی فریاد کریں تو ان کے خراج میں اس قدر تخفیف کر دینا کہ ان کے امور کی اصلاح ہوسکے اور خبردار یہ تخفیف تمہارے نفس پر گراں نہ گزرے اس لئے کہ یہ تخفیف اور سہولت ایک ذخیرہ ہے جس کا اثر شہروں کی آبادی اور حکام کی زیب وزینت کی شکل میں تمہاری طرف ہی واپس آئے گا اور اس کے علاوہ تمہیں بہترین تعریف بھی حاصل ہوگی اور عدل

وانصاف کے پھیل جانے سے مسرت حاصل ہوگی۔ پھر ان کی راحت اور رفاہیت اور عدل وانصاف ، نرمی وسہولت کی بناپر جو اعتماد حاصل کیا ہے اس سے ایک اضافی طاقت بھی حاصل ہوگی جو بوقت ضرورت کام آسکتی ہے۔ اس لئے کہ بسا اوقات ایسے حالات پیش آجاتے ہیں کہ جن میں اعتماد وحسن ظن کے بعد ان پر اعتماد کروتو نہایت خوشی سے مصیبت کو برداشت کر لیتے ہیں اور اس کا سبب زمینوں کی آبادکاری ہی ہوتا ہے۔ زمینوں کی بربادی اہل زمین کی تنگدستی سے پیدا ہوجاتی ہے اور تنگدستی کا سبب حکام کے نفس کا ذخیرہ اندوزی کی طرف رجحان ہوتا ہے اور ان کی یہ بدظنی ہوتی ہے کہ حکومت باقی رہنے والی نہیں ہے اور وہ دوسرے لوگوں کے حالات سے عبرت حاصل نہیں کرتے ہیں۔

منشی وکاتب کا انتخاب

اس کے بعد اپنے منشیوں کی حالت پر نظر رکھنا اور اپنے امور کو بہترین افراد کے حوالے کرنا اور پھر وہ خطوط جن میں رموز سلطنت اور اسرار مملکت ہوں ان افراد کے حوالے کرنا جو بہترین اخلاق و کردار کے مالک ہوں اورعزت پاکر اکڑ نہ جاتے ہوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک دن وہ لوگوں کے سامنے تمہاری مخالفت کی جرأت پیدا کرلیں اور غفلت کی بناپر لین دین کے معاملات میں تمہارے عمال کے خطوط کے پیش کرنے اور ان کے جوابات دینے میں کوتاہی سے کام لینے لگیں اور تمہارے لئے جو عہدو پیمان باندھیں اسے کمزور کردیں اور تمہارے خلاف اپنی سازباز کے توڑنے میں عاجزی کا مظاہرہ کرنے لگیں ۔ دیکھو یہ لوگ معاملات میں اپنے صحیح مقام سے ناواقف نہ ہوں کیونکہ اپنی قدرومنزلت کا نہ پہچاننے والا دوسرے کے مقام ومرتبہ سے یقیناً زیادہ ناواقف ہوگا۔

اس کے بعد ان کا تقرر بھی صرف ذاتی ہوشیاری ، خوش اعتمادی اورحسن ظن کی بناپر نہ کرنا کیونکہ اکثر لوگ حکام کے سامنے بناوٹی کردار اور بہترین خدمات کے ذریعہ اپنے کو بہترین بناکر پیش کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں جب کہ اس کے پس پشت نہ کوئی اخلاص ہوتا ہے اور نہ امانتداری۔ پہلے ان کا امتحان لینا کہ تم سے پہلے والے نیک کردار حکام کے ساتھ ان کا برتاؤ کیاہے پھر جو عوام میں اچھے اثرات رکھتے ہوں اور امانتداری کی بنیاد پر پہچانے جاتے ہوں انہیں کا تقرر کردینا کیونکہ یہ اس امر کی دلیل ہوگا کہ تم اپنے پروردگار کے بندۂ مخلص اور اپنے امام کے وفادار ہو۔ اپنے جملہ شعبوں کے لئے ایک ایک افسر مقرر کردینا جو بڑے سے بڑے کام سے مقہور نہ ہوتا ہو اور کاموں کی زیادتی پر

پراگندہ حواس نہ ہوجاتا ہو۔ اور یہ یادرکھنا کہ ان منشیوں میں جو بھی عیب ہوگا، اگر تم اس سے چشم پوشی کرو گے تو اس کا مواخذہ تمہیں سے کیا جائے گا۔

اس کے بعد تاجروں اور صنعت کاروں کے بارے میں نصیحت حاصل کرو، اور دوسروں کو ان کے ساتھ نیک برتاؤ کی نصیحت کرو چاہے وہ ایک مقام پر کام کرنے والے ہوں یا جابجا گردش اور جسمانی محنت کے ذریعہ روزی کمانے والے ہوں۔ اس لئے کہ یہی افراد منافع کا مرکز اور ضروریات زندگی کے مہیا کرنے کا وسیلہ ہوتے ہیں ۔ یہی دور دراز مقامات ،بحروبر، کوہ ومیدان ہر جگہ سے ان ضروریات کے فراہم کرنے والے ہوتے ہیں جہاں لوگوں کی رسائی نہیں ہوتی ہے اور جہاں تک جانے کی لوگ ہمت نہیں کرتے ہیں۔ یہ وہ امن پسند لوگ ہیں جن سے فساد کا خطرہ نہیں ہوتا ہے اور ایسے صلح وآشتی والے ہوتے ہیں جن سے کسی شورش کا اندیشہ نہیں ہوتا ہے۔

اپنے سامنے اور دوسرے شہروں میں پھیلے ہوئے ان کے معاملات کی نگرانی کرتے رہنااور یہ خیال رکھنا کہ ان میں بہت سے لوگوں میں انتہائی تنگ نظری اور بدترین قسم کی کنجوسی پائی جاتی ہے ۔ یہ منافع کی ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں اور اونچے اونچے دام خود ہی معین کردیتے ہیں ،جن سے عوام کو نقصان ہوتا ہے اور حکام کی بدنامی ہوتی ہے ۔ لوگوں کو ذخیرہ اندوزی سے منع کرو کہ رسولؐ اکرم نے اس سے منع فرمایا ہے ۔خرید وفروخت میں سہولت ضروری ہے جہاں عادلانہ میزان کے بموجب وہی قیمت معین ہو جس سے خریدار یا بیچنے والے کسی فریق پر ظلم نہ ہو۔ اس کے بعد تمہارے منع کرنے کے باوجود اگر کوئی شخص ذخیرہ اندوزی کرے تو اسے سزادو لیکن اس میں بھی حد سے تجاوز نہ ہونے پائے۔

اس کے بعد اللہ سے ڈرو، اس پسماندہ طبقہ کے بارے میں جو ایسے مساکین ، محتاج فقراء اور معذور افراد کا طبقہ ہے جن کا کوئی سہارا نہیں ہے۔ اس طبقہ میں مانگنے والے بھی ہیں اور غیرت دار بھی ہیں جن کی صورت خود سوال ہے۔ ان کے جس حق کا اللہ نے تمہیں محافظ بنایا ہے اس کی حفاظت کرو اور ان کے لئے بیت المال اور ارض غنیمت کے غلّات میں سے ایک حصہ مخصوص کردو کیونکہ ان کے دور افتادہ کا بھی وہی حق ہے جو قریب والوں کا ہے اور تمہیں سب کا نگراں بنایا گیا ہے لہٰذا خبردار کہیں غرور وتکبر تمہیں ان کی طرف سے غافل نہ بنادے کیونکہ تمہیں بڑے کاموں کے مستحکم کردینے کی وجہ سے چھوٹے کاموں کی بربادی سے معاف نہ کیا جائے گا۔ لہٰذا نہ اپنی توجہ کو ان کی طرف سے ہٹانا اور نہ غرور کی بناپر ان کی طرف سے اپنا منھ موڑنا۔ جن لوگوں کی رسائی تم تک نہیں ہے اور

انہیں نگاہوں نے گرادیا ہے اور شخصیتوں نے حقیر بنادیا ہے ان کے حالات کی دیکھ بھال بھی تمہارا ہی فریضہ ہے۔ لہٰذا ان کے لئے متواضع اور خوف خدا رکھنے والے معتبر افراد کو مخصوص ومقرر کردو جو تم تک ان کے معاملات کو پہنچاتے رہیں اور تم ایسے اعمال انجام دیتے رہو جن کی بنا پر روز قیامت پیش پروردگار معذور کہے جاسکو کیونکہ یہی لوگ سب سے زیادہ انصاف کے محتاج ہیں اور پھر ہر ایک کے حقوق کو ادا کرنے میں پیش پروردگار اپنے کو معذور ثابت کرو۔

یتیموں اور ضعیف العمر یعنی بوڑھوں کے حالات کی بھی نگرانی کرتے رہنا کیونکہ ان کا کوئی وسیلہ نہیں ہے اور یہ سوال کرنے کے لئے کھڑے بھی نہیں ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کا خیال رکھنا حکام کے لئے بڑا سنگین مسئلہ ہوتا ہے لیکن کیا کیا جائے حق تو سب کا سب ثقیل ہی ہے۔ البتہ کبھی کبھی پروردگار اسے ہلکا قرار دے دیتا ہے ان اقوام کے لئے جو عاقبت کی طلبگار ہوتی ہیں اور اس راہ میں اپنے نفس کو صبر کا خوگر بناتی ہیں اور خدا کے وعدہ پر اعتماد کا مظاہرہ کرتی ہیں۔

اور دیکھو صاحبان ضرورت کے لئے ایک وقت معین کردو جس میں اپنے کو ان کے لئے خالی کرلو اور ایک عمومی مجلس میں بیٹھو۔ اس خدا کے سامنے متواضع رہو جس نے پیدا کیا ہے اور اپنے تمام نگہبان، پولیس، فوج، اعوان وانصار سب کو دور بٹھادو تاکہ بولنے والا آزادی سے بول سکے اور کسی طرح کی لکنت کا شکار نہ ہو کیونکہ میں نے رسولؐ اکرم سے خود سنا ہے کہ آپ نے باربار فرمایا ہے کہ ''وہ امت پاکیزہ کردار نہیں ہوسکتی جس میں کمزور کو آزادی کے ساتھ طاقتور سے اپنا حق لینے کا موقع نہ دیا جائے۔''

اس کے بعد ان سے بدکلامی یا عاجزی کلام کا مظاہرہ ہوتو اسے برداشت کرو اور دل تنگی اور غرور کو دور رکھو تاکہ خدا تمہارے لئے رحمت کے ابواب کشادہ کردے اور اطاعت کے ثواب کو لازم قرار دے دے جسے جو کچھ دو خوشگواری کے ساتھ دو اور جسے منع کرو اسے خوبصورتی کے ساتھ ٹال دو۔

اس کے بعد تمہارے معاملات میں بعض ایسے معاملات بھی ہیں جنہیں تمہیں خود براہ راست انجام دینا ہے۔ جیسے حکام کے ان مسائل کے جوابات جن کے جوابات محرر حضرات نہ دے سکیں یا لوگوں کی ان ضروریات کو پورا کرنا جن کے پورا کرنے سے تمہارے مددگار جی چراتے ہوں۔ دیکھو ہر کام کو اسی کے دن مکمل کردینا کہ ہر دن کا اپنا کام ہوتا ہے۔ اس کے بعد اپنے اور پروردگار کے روابط کے لئے بہترین وقت کا انتخاب کرنا جو تمام اوقات سے افضل اور بہتر ہو۔ اگر چہ تمام ہی اوقات اللہ

کے لئے شمار ہو سکتے ہیں اگر انسان کی نیت سالم رہے اور رعایا اس کے طفیل خوشحال ہو جائے۔

اور تمہارے وہ اعمال جنہیں صرف اللہ کے لئے انجام دیتے ہوان میں سے سب سے اہم کام ان فرائض کا قیام ہو جو صرف پروردگار کے لئے ہوتے ہیں۔ اپنی جسمانی طاقت میں سے رات اور دن دونوں وقت ایک حصہ اللہ کے لئے قرار دینا اور جس کام کے ذریعہ اس کی قربت چاہتے ہواسے مکمل طور سے انجام دینا اس میں نہ کوئی رخنہ پڑنے پائے اور نہ کوئی نقص پیدا ہو، چاہے بدن کو کسی قدر زحمت کیوں نہ ہو جائے۔ جب لوگوں کے ساتھ جماعت کی نماز ادا کرو تو نہ اس طرح پڑھو کہ لوگ بیزار ہو جائیں اور نہ اس طرح کہ نماز برباد ہو جائے اس لئے کہ لوگوں میں بیمار اور ضرورتمند افراد بھی ہوتے ہیں۔ اور میں نے یمن کی مہم پر جاتے ہوئے حضور اکرمؐ سے دریافت کیا تھا کہ نماز جماعت کا انداز کیا ہونا چاہئے تو آپ نے فرمایا تھا کہ کمزور ترین آدمی کے اعتبار سے نماز ادا کرنا اور مومنین کے حال پر مہربان رہنا۔

اس کے بعد یہ بھی خیال رہے کہ اپنی رعایا سے دیر تک الگ نہ رہنا کیونکہ حکام کا رعایا سے پس پردہ رہنا ایک طرح کی تنگ دلی پیدا کرتا ہے اور ان کے معاملات کی اطلاع نہیں ہو پاتی ہے اور یہ پردہ داری انہیں بھی ان چیزوں کے جاننے سے روک دیتی ہے جن کے سامنے یہ حجابات قائم ہو گئے ہیں اور اس طرح بڑی چیز چھوٹی ہو جاتی ہے اور چھوٹی چیز بڑی ہو جاتی ہے۔ اچھا برا بن جاتا ہے اور برا اچھا ہو جاتا ہے اور حق باطل سے مخلوط ہو جاتا ہے۔ اور حاکم بھی بالآخر ایک بشر ہے وہ پس پردہ امور کی اطلاع نہیں رکھتا ہے اور نہ حق کی پیشانی پر ایسے نشانات ہوتے ہیں جن کے ذریعہ صداقت کے اقسام کو غلط بیانی سے الگ کر کے پہچانا جا سکے۔

اور پھر تم دو میں سے ایک قسم کے ضرور ہوگے۔ یا ایسے شخص کی طرح ہوگے جس کا نفس حق کی راہ میں بذل وعطا پر مائل ہے تو پھر تمہیں واجب حق عطا کرنے کی راہ میں پردہ حائل کرنے کی کیا ضرورت ہے اور کریموں جیسا عمل کیوں نہیں انجام دیتے ہو۔ اگر تم بخل کی بیماری میں مبتلا ہوگے تو بہت جلد لوگ تم سے مایوس ہو کر خود ہی اپنے ہاتھ کھینچ لیں گے اور تمہیں پردہ ڈالنے کی ضرورت ہی نہ پڑے گی حالانکہ لوگوں کی اکثر ضروریات وہ ہیں جن میں تمہیں کسی طرح کی زحمت نہیں ہے جیسے کہ کسی ظلم کی فریاد اور کسی معاملہ میں انصاف کا مطالبہ۔

اس کے بعد یہ بھی خیال رہے کہ ہر والی وحاکم کے کچھ مخصوص اور راز دار قسم کے افراد ہوتے

ہیں جن میں خود غرضی، دست درازی اور معاملات میں بے انصافی پائی جاتی ہے لہٰذا خبردار ایسے افراد کے فساد کا علاج ان اسباب کے خاتمہ سے کرنا جن سے یہ حالات پیدا ہوتے ہیں ۔ اپنے کسی بھی حاشیہ نشین اور قرابت دار کو کوئی جا گیر مت بخش دینا اور اسے تم سے کوئی ایسی توقع نہ ہونی چاہئے کہ تم کسی ایسی زمین پر قبضہ دے دو جس کے سبب آبپاشی یا کسی مشترک معاملہ میں شرکت رکھنے والے افراد کو نقصان پہونچ جائے کیونکہ اپنے مصارف بھی دوسرے کے سرڈال دے اور اس طرح اس معاملہ کا مزہ اس کے حصہ میں آئے اور اس کی ذمہ داری دنیا اور آخرت میں تمہارے ذمہ رہے۔

اور جس پر کوئی حق عائد ہو اس پر اس کے نافذ کرنے کی ذمہ داری ڈالو چاہے وہ تم سے نزدیک ہو یا دور اور اس مسئلہ میں اللہ کی راہ میں صبر وتحمل سے کام لینا، چاہے اس کی زد تمہارے قرابتداروں اور خاص افراد ہی پر کیوں نہ پڑتی ہو۔ اور اس سلسلہ میں تمہارے مزاج پر جو بار آئے اسے آخرت کی امید میں برداشت کر لینا کیونکہ اس کا انجام بہتر ہوگا۔

اور اگر کبھی رعایا کو یہ خیال ہوجائے کہ تم نے ان پر ظلم کیا ہے تو ان کے سامنے اپنے عذر کا اظہار کرو اور اسی ذریعہ سے ان کی بدگمانی کا علاج کرو کیونکہ اس میں تمہارے نفس کی تربیت بھی ہے اور رعایا پر نرمی کا اظہار بھی۔ نیز اس میں وہ عذرخواہی بھی ہے جس کے ذریعہ تم رعایا کو راہ حق پر چلانے کا مقصد بھی حاصل کر سکتے ہو۔

دیکھو خبردار ! کسی ایسی دعوت صلح کا انکار نہ کرنا جس کی تحریک دشمن کی طرف سے ہو اور جس میں مالک کی رضا مندی پائی جاتی ہو کیونکہ صلح کے ذریعہ فوجوں کو قدرے سکون مل جاتا ہے اور تمہارے نفس کو بھی افکار سے نجات مل جائے گی اور شہروں میں بھی امن وامان کی فضا قائم ہوجائے گی۔ البتہ صلح کے بعد دشمن کی طرف سے مکمل طور پر ہوشیار رہنا کیونکہ کبھی کبھی وہ تمہیں غافل بنانے کے لئے تم سے قربت اختیار کرنا چاہتا ہے لہٰذا اس سلسلہ میں مکمل ہوشیاری سے کام لینا اور کسی حسن ظن میں نہ رہنا اور اگر اپنے اور اس کے درمیان کوئی معاہدہ کرنا یا اسے کسی طرح کی پناہ دینا تو اپنے عہد کی پاسداری ووفاداری کے ذریعہ کرنا اور اپنی ذمہ داری کو امانتداری کے ذریعہ محفوظ بنانا اور اپنے قول وقرار کی راہ میں اپنے نفس کو سپر بنا دینا کیونکہ اللہ کے فرائض میں ایفائے عہد جیسا کوئی فریضہ نہیں ہے جس پر تمام لوگ خواہشات کے اختلاف اور افکار کے تضاد کے باوجود متحد ہیں۔ اور اس کا مشرکین نے بھی اپنے معاملات میں لحاظ رکھا ہے کیونکہ عہد شکنی کے نتیجہ میں تباہیوں کا اندازہ کرلیا

ہے۔ تو خبردار تم اپنے عہد و پیمان سے غداری نہ کرنا اور اپنے قول وقرار میں خیانت سے کام نہ لینا اور اپنے دشمن پر اچانک حملہ نہ کردینا۔

اس لئے کہ اللہ کے مقابلہ میں جاہل و بدبخت کے علاوہ کوئی جرأت نہیں کرتا ہے اور اللہ نے عہد و پیمان کو امن وامان کا وسیلہ قرار دیا ہے جسے اپنی رحمت سے تمام بندوں کے درمیان عام کردیا ہے اور ایسی پناہ گاہ بنادیا ہے جس کے دامن حفاظت میں پناہ لینے والے پناہ لیتے ہیں اور اس کے جوار میں منزل کرنے کے لئے تیزی سے قدم آگے بڑھاتے ہیں لہٰذا اس میں کوئی جعل سازی، فریب کاری اور مکاری نہ ہونی چاہیے۔ اور کوئی ایسا معاہدہ نہ کرنا جس میں تاویل کی ضرورت پڑے اور معاہدہ کے پختہ ہوجانے کے بعد اس کے کسی مبہم لفظ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرنا اور عہد الٰہی میں تنگی کا احساس غیرحق کے ساتھ وسعت کی جستجو پر آمادہ نہ کردے کیونکہ کسی امر کی تنگی پر صبر کرلینا اور گشائش حال اور بہترین عاقبت کا انتظار کرنا اس غداری سے بہتر ہے جس کے اثرات خطرناک ہوں اور تمہیں اللہ کی طرف سے جواب دہی کی مصیبت گھیر لے اور دنیا وآخرت دونوں تباہ ہوجائیں۔

دیکھو خبردار ! ناحق خون بہانے سے پرہیز کرنا اس سے زیادہ عذاب الٰہی سے قریب تر اور پاداش کے اعتبار سے شدید تر اور نعمتوں کے زوال وزندگی کے خاتمہ کے لئے مناسب تر کوئی سبب نہیں ہے اور پروردگار روز قیامت اپنے فیصلہ کا آغاز خونریزیوں کے معاملہ سے کرے گا۔ لہٰذا خبردار اپنی حکومت کا استحکام ناحق خونریزی کے ذریعہ نہ کرنا کیونکہ یہ بات حکومت کو کمزور اور بے جان بنادیتی ہے بلکہ اسے تباہ کرکے دوسروں کی طرف منتقل کردیتی ہے اور تمہارے پاس نہ خدا کے سامنے اور نہ میرے سامنے عمداً قتل کرنے کا کوئی عذر نہیں ہے اور اس میں زندگی کا قصاص بھی ثابت ہے البتہ اگر دھوکے سے اس غلطی میں مبتلا ہوجاؤ اور تمہارا تازیانہ، تلوار یا ہاتھ سزادینے میں اپنی حد سے آگے بڑھ جائے کیونکہ کبھی کبھی گھونسہ وغیرہ بھی قتل کا سبب بن جاتا ہے ۔ تو خبردار تمہیں سلطنت کا غرور اتنا اونچا نہ بنادے کہ تم خون کے وارثوں کو ان کا حق خونبہا بھی ادا نہ کرو۔ اور دیکھو اپنے نفس کی خود پسندی پر بھروسہ بھی نہ کرنا اور تمہیں زیادہ تعریف کا شوق نہ پیدا ہوجائے کیونکہ یہ سب کچھ شیطان کو موقع فراہم کرنے کے بہترین وسائل ہیں جن کے ذریعہ وہ نیک کرداروں کے عمل کو ضائع اور برباد کردیا کرتا ہے۔

اور خبردار رعایا پر احسان نہ جتانا اور جو سلوک کیا ہے اسے زیادہ سمجھنے کی کوشش بھی نہ کرنا یا ان

سے کوئی وعدہ کرکے اس کے بعد وعدہ خلافی بھی نہ کرنا یہ طرز عمل احسان کو برباد کردیتا ہے اور زیادتی عمل کا غرور حق کی نورانیت کو فنا کردیتا ہے اور وعدہ خلافی خدا اور بندگان خدا دونوں کے نزدیک ناراضگی کا باعث ہوتی ہے جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا ہے کہ'' اللہ کے نزدیک یہ بڑی ناراضگی کی بات ہے کہ تم کوئی بات کہو اور پھر اس کے مطابق عمل نہ کرو''

اور خبردار وقت سے پہلے کاموں میں جلدی نہ کرنا اور وقت آجانے کے بعد سستی کا مظاہرہ نہ کرنا اور بات سمجھ میں نہ آئے تو جھگڑا نہ کرنا اور واضح ہوجائے تو کمزوری کا اظہار نہ کرنا۔ ہر بات کو اس کی جگہ رکھو اور ہر امر کو اس کے معینہ وقت پر انجام دو۔

دیکھو جس چیز میں تمام لوگ برابر کے شریک ہیں اسے اپنے ساتھ مخصوص نہ کرلینا اور جو حق نگاہوں کے سامنے واضح ہوجائے اس سے غفلت نہ برتنا کیونکہ دوسروں کے لئے یہی تمہاری ذمہ داری ہے اور عنقریب تمام امور سے پردے اٹھ جائیں گے اور تم سے مظلوم کا بدلہ لے لیا جائے گا اپنے غضب کی تیزی، اپنی سرکشی کے جوش، اپنے ہاتھ کی جنبش اور اپنی زبان کی کاٹ پر قابو رکھنا اور ان تمام چیزوں سے اپنے کو اس طرح محفوظ رکھنا کہ جلد بازی سے کام نہ لینا اور سزا دینے میں جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ غصہ ٹھہر جائے اور اپنے اوپر قابو حاصل ہوجائے اور اس امر پر بھی اختیار اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا ہے جب تک پروردگار کی بارگاہ میں واپسی کا خیال زیادہ سے زیادہ نہ ہوجائے۔

تمہارا فریضہ ہے کہ ماضی میں گذر جانے والی عادلانہ حکومت اور فاضلانہ سیرت کو یاد رکھو، رسول اکرمؐ کے آثار اور کتاب خدا کے احکام کو نگاہ میں رکھو اور جس طرح ہمیں کرتے دیکھا ہے اسی طرح ہمارے نقش قدم پر چلو اور جو کچھ اس عہد نامہ میں ہم نے بتایا ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو کیونکہ میں نے تمہارے اوپر اپنی حجت کو مستحکم کردیا ہے تاکہ جب تمہارا نفس خواہشات کی طرف تیزی سے بڑھے تو تمہارے پاس کوئی عذر نہ رہے اور میں پروردگار کی وسیع رحمت اور ہر مقصد کے عطا کرنے کی عظیم قدرت کے وسیلہ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے اور تمہیں ان کاموں کی توفیق دے جن میں اس کی مرضی ہو اور ہم دونوں اس کی بارگا میں اور بندوں کے سامنے عذر پیش کرنے کے قابل ہوجائیں۔ ہم لوگ بندوں کی بہترین تعریف کے حقدار ہوں اور علاقوں میں بہترین آثار چھوڑ کر جائیں۔ نعمت کی فراوانی اور عزت کے روز افزوں اضافہ کو برقرار رکھ سکیں اور ہم دونوں کا خاتمہ

سعادت اور شہادت پر ہو کہ ہم سب اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی بارگاہ میں پلٹ کر جانے والے ہیں سلام ہو رسولؐ خدا اور ان کی طیب وطاہر آل پر۔ اور سب پر سلام بے حساب۔